■ - جناب اختر راہی ایم۔ اے (سیاسیات و تاریخ)

قرآن کریم کے فارسی تراجم و تفاسیر

"قرآنِ کریم فلاح انسانیت کا عالمگیر پیغام ہے اور بھٹکی ہوئی دنیا اسی مشعل راہ سے اکتسابِ نور کر سکتی ہے"، امتِ مسلمہ اسی حقیقت کے پیشِ نظر قرآنی تعلیمات کی تبلیغ و تلقین کرتی رہی۔ قرآن کریم کی تعلیمات کا ادراک ان لوگوں کے لئے تو آسان تھا جن کی زبان میں قرآن کریم نازل ہوا مگر غیر عربی اقوام کے لئے اس مشعلِ راہ سے استفادہ کی دو ہی صورتیں تھیں اوّل یہ کہ پہلے عربی زبان کی تحصیل کی جائے اور قرآن کریم کا منشاء و مقصد براہِ راست سمجھا جائے۔

دوم یہ کہ عربی زبان کی تحصیل ہر فرد کے لئے ممکن نہیں تھی اس لئے قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں ہوں تاکہ قرآن مجید کے متن کے ساتھ ترجمہ سے مفہوم و منشا معلوم ہو جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایران و روم دو ایسی سلطنتیں تھیں جو تہذیب و تمدن اور سازوسامان کی وجہ سے دنیا بھر میں ممتاز تھیں، اور ان سلطنتوں میں اسلام کا پیغام پہنچ چکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہ فارس کسریٰ پرویز کو تبلیغی دعوت نامہ لکھا اور احقاقِ حق کا فریضہ ادا کر دیا۔ کسریٰ پرویز نے نامۂ نبوی چاک کر دیا مگر اُس کی حکومت بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی، چشمِ فلک نے وہ منظر دیکھا کہ سلطنتِ ایران اپنے سازوسامان کے باوجود بادیہ نشین مسلمانوں کے سامنے نگوں ہو گئی اور حضرت عمر فاروق رض کی مدبرانہ کارکردگی سے خطۂ ایران اسلامی سلطنت کا جزو بن گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے سلمان فارسیؓ اسی خطے سے تعلق رکھتے تھے اُنھوں نے اہلِ وطن کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لیے سُورۂ فاتحہ کا فارسی ترجمہ بھیجا، تاریخ کے صفحات میں یہ ترجمہ محفوظ نہیں، اگر اس کا متن موجود ہوتا تو قرآنی آیات کا قدیم ترین ترجمہ یہی ہوتا۔ فتح ایران کے بعد مسلمانوں نے اہلِ ایران کو قرآن کریم کی تعلیم دی اور ظاہر ہے کہ سلمان فارسیؓ کا طریقۂ ترجمہ اپنایا ہوگا، مگر چوتھی صدی ہجری سے پیشتر کا کوئی ترجمہ موجود نہیں ہے، ذیل میں فارسی زبان میں قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر کا جائزہ لیا گیا ہے۔

(۱)— ترجمہ تفسیر طبری

ابو جعفر محمد بن جریر طبری (۳۱۰ھ) کی عربی تفسیر کو "امام التفاسیر" کہا جاتا ہے۔ ہر دور کے علماء نے اس سے استفادہ کیا ہے، منصور بن نوح سامانی کے عہد (۳۵۰ھ–۳۶۵ھ) میں سات علماء کے ایک بورڈ نے اسے فارسی کا جامہ پہنایا، فارسی طبری کے ناقص مخطوطات رضا لائبریری رام پور، برٹش میوزیم، لائبریری ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ اور شاہی کتب خانہ ایران میں محفوظ ہیں۔ ان نسخوں کے تقابلی جائزے سے مترجمین کے نام متعین کیے جا سکتے ہیں جن میں سے چار افراد کا ذکر سیر و رجال کی کتابوں میں ملتا ہے۔

(ا) ابوبکر محمد بن فضل الامام بخاریؒ — امام بخاریؒ نے نیشاپور میں فقہ کی تعلیم پائی۔ ان کے ایک مشہور استاد ابو محمد بن یعقوب السندجونی تھے۔ وہ بخارا میں تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ ۳۸۱ھ کے عشرۂ آخر میں بروز جمعہ وفات پائی۔

(ب) ابوبکر محمد بن حامد بن علی البخاری: بخارا میں علمائے احناف کے سرخیل، مناظر اور زاہد و عابد بزرگ تھے۔ عوام میں اس قدر ہر دل عزیز تھے کہ ان کی وفات (۳۸۳ھ) پر سوگ میں تین دن تک شہر کے بازار بند رہے۔

(ج) خلیل بن احمد سجستانی:— بلند پایہ عالم تھے۔ اُنھوں نے عراق، خراسان، شام اور

کے مختلف مقامات پر قاضی اور دیوان المظالم کے عہدے پر فائز رہے۔ وہ ۲۳ محرم ۲۹۱ھ کو سجستان میں پیدا ہوئے اور اواخر جمادی الاخریٰ ۳۷۶ھ میں فرغانہ میں وفات پائی۔

(د) ابوجعفر محمد بن علی: ان کا مکمل نام ونسب ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن محمد الفقیہ البلخی الہندوانی ہے۔ وہ بخارا میں ذوالحجہ ۳۶۲ھ میں فوت ہوئے۔

ان کے علاوہ ابوبکر محمد بن اسمٰعیل، الحسن بن علی مندوسی، ابوالجہم خالد بن ہانی کے بارے میں تذکرے خاموش ہیں تاہم ان کا بورڈ میں شامل ہونا اس امر کی ضمانت ہے کہ وہ علمائے وقت میں اعلیٰ حیثیت کے مالک تھے۔

اہل تحقیق کی رائے ہے کہ ترجمہ ۳۵۶ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچا اور موجود فارسی تراجم میں قدیم ترین ہے۔

(۲) — مخطوطۂ قرآن

قرآن کریم کا یہ مخطوطہ کوفی خط نسخ میں ہے خطِ نسخ بھی نہایت قدیم ہے۔ ترجمہ کی زبان تمام تر فارسی ہے خط کے انداز سے قیاس کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم اور ترجمہ چوتھی یا پانچویں صدی کے درمیان کا ہے۔ ترجمہ اور تفسیر کی زبان بھی قدیم ہے۔ اسلوب بیان زبان کی روانی، سادگی اور سلاست کے اعتبار سے اس کی زبان تاریخِ طبری سے ملتی جلتی ہے۔ اس تفسیر میں محمد بن جریر طبری (م۔۳۱۰ھ) کے نام کے سوا کسی اور قدیم تر مفسّر کا نام نہیں ملتا۔

(۳) — تفسیر مخطوطہ کیمبرج:

رضا زادہ شفق نے "تاریخ ادبیاتِ ایران" میں اس مخطوطہ کا ذکر کیا ہے۔ آنجہانی پروفیسر براؤن کی رائے میں یہ تفسیر کسی عربی تفسیر کا ترجمہ نہیں بلکہ سامانی عہد میں مستقل طور پر لکھی گئی۔ اس کی صرف دو جلدیں سوم اور چہارم مکتوبہ ۶۲۸ھ/۱۲۳۱ء جامعہ کیمبرج میں محفوظ ہیں۔

۴۔ ترجمہ ابوبکر عتیق ابن الہروی آسور آبادی

آسور آبادی کے ترجمے کے متعدد مخطوطے برلن، انڈیا آفس، استنبول اور ایران کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ یہ ترجمہ پانچویں صدی کے وسط کا ہے۔

۵۔ تفسیر الفراتی:

یہ تفسیر عماد الدین ابو المظفر طاہر بن محمد الفراتی (م ۴۷۱ھ) کے رشحات قلم میں سے ہے اس تفسیر کے متفرق اجزا کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ایک قدیم نسخہ استنبول اور دوسرا پیرس میں ہے۔ مؤلف شافعی المذہب ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف قرآن کریم کی تفسیر مکمل نہیں کر سکا، تفسیر کا پورا نام "تاج التراجم فی تفسیر الاعاجم" ہے لیکن مؤلف کی صفت نسبتی کی وجہ سے تفسیر الفراتی کے نام سے مشہور رہی ہے۔ ناظم سیوہاروی مؤلف "انتخاب تاریخ التفسیر" نے دو ناموں کی غلط فہمی سے دو جدا تفسیریں سمجھ لی ہیں۔ یہ تفسیر پانچویں صدی کے وسط میں لکھی گئی۔

۶۔ کشف الاسرار وعدۃ الابرار:

یہ تفسیر ایک صوفی عالم خواجہ ابو اسمٰعیل عبداللہ بن ابی منصور محمد انصاری الہروی (م ۔ ۴۸۱ھ) کی یادگار ہے۔ مؤلف خواجہ عبداللہ انصاری کے نام سے معروف ہے خواجہ موصوف سلوک و احسان میں اعلیٰ مقام کے مالک تھے۔ فن سلوک میں "منازل السائرین" ان کی معروف کتاب ہے، فن حدیث و تفسیر پر گہری نظر تھی۔

خواجہ موصوف نے اپنے قلم سے کوئی کتاب نہیں لکھی، بلکہ ان کے شاگرد ان کی تقاریر لکھ لیا کرتے تھے جنھیں امالی (املا کی ہوئی) کا نام دیا گیا۔ ان "امالی" میں سے ایک ان کی تفسیر ہے خواجہ موصوف کے شاگرد ابو الفضل رشید الدین میبذی نے شرح لکھی، صوفیانہ شرحوں میں اسے مفصل ترین سمجھا جاتا ہے۔ پہلے لغوی مفہوم، پھر روایات و استناد اور آخر میں

صوفیانہ تاویلات پیش کی ہیں۔ ایرانی فاضل ڈاکٹر علی حکمت اور ان کے ساتھیوں نے دس جلدوں میں ۱۳۷۸ھ میں شائع کر دی ہے۔

۷ــــ موضح فی التفاسیر :

شیخ الاسلام اسماعیل بن محمد القرشی الاصفہانی (م ۵۳۵ھ) نے عربی زبان میں "المعتمد فی التفسیر" کے نام سے دس جلدوں میں ایک تفسیر لکھی ہے، حاجی خلیفہ چلپی (م ۱۰۶۷ھ) نے ان کی فارسی تفسیر "موضح التفسیر" کا ذکر کیا ہے جو تین جلدوں میں تھی تاہم معروف کتب خانوں کی فہرستوں میں اس کا کوئی وجود نہیں۔

۸ــــ تفسیر ابوالفتوح

ابوالفتوح رازی کی اہم فارسی تفسیر مرزا محمد قزوینی کے اہتمام سے شائع ہو چکی ہے سن تالیف ۵۵۶ھ کے لگ بھگ ہے۔

۹ــــ البصائر فی التفسیر :

ظہیر الدین ابوجعفر نیشاپوری کی تالیف ہے۔ ۵۷۷ھ میں مؤلف تفسیر لکھ کر فارغ ہوا۔

۱۰ــــ لطائف التفسیر :

اس تفسیر کے مؤلف امام ابو بکر فضل (م ۔ ۶۴ھ) بخارا کے علماء میں سرآمد روزگار تھے اس کا ایک قلمی نسخہ حضرت امداد اللہ مہاجر مکی (م ۱۳۱۷ھ) کے ذاتی کتب خانے میں تھا، جو انھوں نے مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے کتب خانے میں داخل کر دیا۔ مہاجر مکیؒ مدرسہ صولتیہ کے مہتمم رہتے ہیں۔

۱۱ــــ المختار من کتاب الاخبار

سورۂ فاتحہ سے سورہ النحل تک قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر ہے۔ شارح کا نام و پتہ نہیں۔ شاہی کتب خانۂ ایران میں قلمی نسخہ موجود ہے۔ کتابت ۶۰۰ھ اور ۶۵۰ھ کے درمیان ہوئی ہے۔

۱۲ــــ تفسیر زاہدی

ابونصر احمد بن حسن الزاہدی (م ۶۵۸ھ) کی متداول تفسیر ہے۔ سید سلیمان ندوی رح نے تفسیر کی مقبولیت کا ذکر کیا ہے مگر علمی اعتبار سے کوئی اعلیٰ تفسیر قرار نہیں دیا۔

۱۳ــــ مشکلات القرآن:

نام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تفسیر میں قرآن کریم کے مشکل مقامات کو حل کیا ہے مؤلف الفضل حبیش ابراہیم (م ۶۶۹ھ) ہے۔

۱۴ــــ ترجمہ قرآن (مخطوطہ استنبول)

احمد بن علی محمد کاتب کے قلم کا لکھا ہوا ہے۔ اس کی کتابت ۷۰۰ھ میں ہوئی، یہ امر واضح نہیں ہے کہ احمد بن علی محمد محض کاتب ہے یا مترجم بھی۔

۱۵ــــ ترجمہ نظام نیشاپوری:

آٹھویں صدی ہجری میں حسن بن محمد علقمی المشتہر بہ نظام نیشاپوری ثم دولت آبادی نے فارسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا، ہندوستان میں غالباً فارسی کا یہ پہلا ترجمہ ہے جو ۷۳۰ھ میں ہوا۔ نیشاپوری کا یہ ترجمہ ان کی عربی تفسیر "غرائب القرآن" میں شامل ہے جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

۱۶۔ ترجمہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت :

اس ترجمے کی حیثیت صرف زبانی روایتوں سے متعین کی گئی ہے مخدوم جہانیاں جہاں گشت (م ۷۸۵ھ) کا یہ ترجمہ ایک قدیم بزرگ شاہ محمد ابراہیم مراد آبادی (م ۱۰۸۱ھ) کی اولاد میں مولوی احسان الحق صاحب کے پاس ہے، ان کی خاندانی روایات کے مطابق یہ مخطوط مخدوم کا لکھا ہوا ہے۔ ترجمۂ قرآن کا نسخہ ناقص الطرفین ہے، کہیں ترجمے کے علاوہ مجمل سے تفسیری حواشی بھی ہیں۔ مخدوم جہانیاں ۷۸۵ھ میں فوت ہوئے لہٰذا یہ آٹھویں صدی کا ترجمہ ہے۔

۱۷۔ کشف الاسرار وعدۃ ابرار

سعد الدین تفتازانی (م ۷۹۷ھ) مشہور فاضل کی تالیف ہے۔ اسی نام کی تفسیر خواجہ عبداللہ انصاری (م ۴۸۱ھ) نے یادگار ہے۔ گزشتہ صفحات میں اس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

۱۸۔ ترجمہ سیّد شریف جرجانی :

یہ ترجمہ جس قدر معروف ہے۔ اس کے مترجم کے بارے میں اسی قدر غلط فہمی پائی جاتی ہے عام طور پر یہ ترجمہ شیخ سعدی (م ۶۹۱ھ) کی طرف منسوب ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ شیخ سعدی نے قرآن کریم کا کوئی ترجمہ نہیں کیا بلکہ یہ ترجمہ سیّد شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ) کا ہے۔

تفسیر حقانی کے مؤلف مولانا عبدالحق حقانی رقم طراز ہیں :-

"جس کو آج کل جہلا سعدی کا ترجمہ کہتے وہ دراصل سیّد شریف کا ترجمہ ہے۔ صاحب مطبع نے میرے سامنے رواج دینے کے لئے سعدی کی طرف منسوب کردیا۔"

۱۹ــــ تفسیر بحر موّاج

ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی (م ۲۵ رجب ۸۴۹ھ) کی تالیف ہے۔ سلطان ابراہیم مشرقی کے عہد (۸۰۴ھ-۸۴۴ھ) میں یہ تفسیر مکمل ہوئی۔ دو جلدوں میں ہے۔ اور اکثر کتب خانوں میں اس کے نسخے ہیں پنجاب یونیورسٹی کے شیرانی کلیکشن اور اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے۔

تفسیر عام فہم نہیں۔ شیخ عبدالحق محدّث دھلوی (م ۱۰۵۲ھ) رقم طراز ہیں:۔

"بحر موّاج تفسیر قرآن مجید کردہ بعبارت فارسی بر روے بیان ترکیب و معنی فصل و وصل کردہ است و در بنجا از برائے سجع تکلفے کردہ است، قابلِ اختصار و تنقیح و تہذیب است"

۲۰ــــ تفسیر یعقوب چرخی:

یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد الغزنوی ثم چرخی (م ۸۵۱ھ) کی تفسیر ہے۔ وہ خواجہ بہاء الدین نقش بند (م ۷۹۱ھ) کے مرید باصفا تھے۔ یہ تفسیر در حقیقت تفسیر کواشی" اور "کشاف" وغیرہ کا انتخاب ہے۔ پارہ "تبارک الذی" اور پارہ "الم" کی تفسیر ہے افادۂ عام کے لئے سلیس و رواں زبان اختیار کی گئی ہے۔ نویں صدی کی متداول تفسیر رہی ہے۔

۲۱ــــ تفسیر شیخ علاؤ الدّین:

یہ شیخ علاؤ الدین علی بن محمد الشاہرودی البسطامی العمری البکری (م ۸۷۵ھ) کی تالیف ہے جو سلطان محمد خان والئ ترکی کے ایما پر لکھی گئی "کشف الظنون" میں حاجی خلیفہ چلپی نے سنِ تالیف ۸۶۳ھ لکھا ہے۔

۲۲۔ تفسیر نور النبی :

یہ تفسیر خواجہ حسین ناگوری (م ۹۰۱ھ) کی تالیف ہے مؤلف نے دوسری مروجہ تفاسیر کے مطالب آسان اور سادہ زبان میں بیان کر دیئے ہیں، ہر پارہ کی تفسیر جدا جدا لکھی ہے

۲۳۔ جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر :

کمال الدین حسین بن علی واعظ کاشفی (م ۹۱۰ھ) سلطان حسین مرزا والیٔ خراسان کے عہد کا مشہور واعظ اور مصنّف تھا۔ ۸۹۷ھ میں اُس نے یہ تفسیر مکمل کی تفسیر میں ضعیف روایات و قصص سے کام لیا گیا ہے۔ تاہم تفسیری مواد بھی خاصا ہے۔

۲۴۔ تفسیر حسینی (مواہب علیہ)

واعظ کاشفی نے "جواہر التفسیر" کا مقدمہ ۸۹۷ھ ۔ ۸۹۹ھ کے مابین تفسیر حسینی کے نام سے تیار کیا۔ برصغیر میں تفسیر حسینی کو مقبولیت حاصل رہی ہے۔ مولانا فخر الدین قادری نے ۱۳۰۰ھ میں تفسیر قادری کے نام سے اُس کا اُردو ترجمہ شائع کیا۔

۲۵۔ تفسیر زاہرین :

یہ بھی واعظ کاشفی کی تالیف ہے جو سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پر مشتمل اُن کی دوسری تفاسیر کی طرح روایات و قصص اور سلوک و تصوف کے نکات پر مشتمل ہے۔

۲۶۔ تفسیر آیت الکرسی :

دسویں صدی ہجری میں کسی عالم نے یہ تفسیر لکھی تھی۔ نسخہ ۹۶۲ھ کا لکھا ہوا ہے۔ شاہی

۲۷ — قلمی ترجمہ مخطوطہ دار العلوم دیوبند :

یہ مخطوطہ دار العلوم دیوبند کے کتب خانے میں موجود ہے۔ لمبائی ایک فٹ پانچ انچ، اور چوڑائی تقریباً ایک فٹ ہے۔ پورا قرآن کریم جلی قلم اور خوش خط ہے۔ ترجمہ بین السطور سُرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے جبکہ متنِ قرآن سیاہی سے ہے۔ متن اور ترجمہ کی ہر سطر دو دو ل کش جدولوں کے درمیان ہے۔ متنِ قرآن کے گرداگرد صفحہ پر طلائی رنگین دیدہ زیب جدولیں بنی ہوئی ہیں۔ قرآن ۹۰۴ ۱۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ فارسی مترجم کے نام کی صراحت نہیں۔ اس وقت جو فارسی تراجم ملتے ہیں۔ اُن میں سے کسی سے ترجمہ نہیں ملتا۔ قرآن پاک کی کتابت ۹۸۴ھ میں کی گئی۔ کاتب کوئی عبدالرضا حاجی محمد جواد ہیں۔ ترجمہ کا نمونہ یہ ہے :-

ترجمہ بسم اللہ الخ　　ابتدا می کنم بنام خدا بسیار بخشائندہ در دُنیا و نیک بخشائندہ در آخرت

ترجمہ سُورۂ فاتحہ　　جمیع محامد و ہمہ شکر ہا مر خدائے راست کہ پروردگار جمیع مخلوق است، بخشائندہ است، لغایت خلق بخشائندہ است مر خصوص مومنین۔ خداوند روزِ جزا و قادر بر اقامت آں است، ترا عبادت می کنم و بس و خاص از تو یاری می خواہم، بنما ما را راہ راست راہ آناں کہ انعام کردۂ بر ایشان، نہ راہ آں کسانیکہ خشم گرفتی بر ایشان۔ و نہ راہ گمراہان مثل نصاریٰ و یہود۔

۲۸ — تفسیر اکبری :

شیخ مبارک ناگوری (م ۱۰۰۱ھ) کے فرزند اور اکبر (م ۱۰۱۴ھ) کے رتن علامی ابوالفضل (م ۱۰۱۱ھ) نے آیت الکرسی کی تفسیر لکھ کر بادشاہ کے حضور پیش کی تفسیرِ اکبری" تاریخی نام ہے جس سے سنِ تالیف ۹۸۳ھ برآمد ہوتا ہے۔ اس تفسیر کی بدولت ابوالفضل عنایت

خسروانہ سے سرفراز ہوا۔ تفسیر میں اُن عقائد کی کوئی جھلک نہیں جو اکبر کے دینِ الٰہی میں شامل تھے۔ کیوں کہ دینِ الٰہی کا آغاز دو سال کے بعد ۹۸۵ میں ہوا۔

۲۹۔۔۔ ترجمہ نوح ہالائی سندھی :

نوح ہالائی سندھی (م ۹۹۸ھ) نے قرآن کریم کا فارسی ترجمہ کیا، برصغیر پاک و ہند میں قدیم ترین ہندی الاصل مترجم کا یہی ترجمہ ہے۔ اس ترجمے کی تصحیح و تحشیہ کی ذمہ داری ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان نے ادا کی ہے۔

۳۰۔۔۔ تفسیر شیخ یعقوب صرفی کشمیری :

شیخ یعقوب صرفی (م ۱۰۰۳ھ) وادیٔ کشمیر کے جلیل القدر مشائخ میں سے تھے۔ اُنھوں نے مولانا جامی (م ۸۹۸ھ) کے شاگرد مولانا محمد اور شیخ ابن حجر مکی سے استفادہ کیا تھا، شیخ یعقوب نے اسلامی دُنیا کی سیر و سیاحت کی اور تمام مشہور سلسلۂ ہائے سلوک سے فیض اُٹھایا۔ مُلّا بدایونی سے ان کے تعلقات تھے اور مراسلت رہتی تھی۔ شیخ موصوف شاعر تھے اور صرفی تخلص کرتے تھے۔ اُن سے قرآن کریم کی نامکمل تفسیر یادگار ہے۔

۳۱۔۔۔ تفسیر حدائق الحقائق :

ملا معین الدین المعروف بہ مُلّا مسکین ہروی کی تالیف ہے۔ تفسیر کا پُورا نام "حدائق الحقائق فی کشف اسرار الدقائق" ہے۔ اس کا سورۂ ھود پر مشتمل حصہ ۱۰۹ھ کا مکتوبہ ہے۔

۳۲۔۔۔ اسرار الفاتحہ :

صرف سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے جو مُلّا معین الدین ہروی کے قلم سے ہے۔ مؤلف کی جامع

تفسیر "حدائق الحقائق" سے ماخوذ ہے لیکن اس میں کئی اضافے ہیں۔

۳۲۔ تفسیر نظامی :

شیخ نظام الدین تھانیسری (م ۱۰۲۷ھ) کی تالیف ہے۔ شیخ موصوف، جلال الدین تھانیسری کے مرید و خلیفہ تھے۔ اکبر نے انھیں دوبار جلا وطن کیا۔ پہلی مرتبہ وہ حرمین شریفین چلے گئے اور شرفِ زیارت کے بعد واپس آگئے۔ دوسری بار بلخ چلے گئے وہیں ۴۴ ۱ ھ میں رحلت کی، اُن سے تفسیر نظامی یادگار ہے۔ یہ امر محتاجِ تحقیق ہے کہ یہ مکمل تفسیر ہے یا کسی جزو کی ہے۔

۳۴۔ تفسیر معینی :

اس تفسیر کے مؤلف مولانا معین الدین ہیں۔ قاضی زاہد الحسینی صاحب مؤلف "تذکرۃ المفسرین" کی رائے کے مطابق خواجہ معین الدین ہیں۔ (م ۱۰۸۵ھ) بن خواجہ محمود نقش بندی اس کے مؤلف ہیں۔ خواجہ موصوف کشمیر کے اہل علم میں سرآمد روزگار تھے "حدائق الحنفیہ" میں ان کی تصانیف کا ذکر ہے مگر تفسیر کا کوئی تذکرہ نہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ تفسیر کو شہرت حاصل نہ ہوسکی۔ تاہم تفسیر کے دیباچے میں مؤلف نے اپنی اُن تصانیف کا ذکر کیا ہے جو "حدائق الحنفیہ" میں مذکور ہیں۔ تفسیر اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے میں ۱۰۷۲ھ میں مکمل ہوئی یہ تفسیر سابقہ تفاسیر کا نچوڑ ہے جیسا کہ مؤلف نے خود لکھا ہے۔

"تفسیر خیر الکثیر کہ مستنبط است از کتب صحیحہ کہ تفسیر معالم التنزیل است و تفسیرِ زاہدی و جامع البیان و قاضی بیضاوی وغیرہا الخ"

۳۵۔ تفسیر خلاصۃ المنہج :

تفسیر کے مؤلف کا نام و پتہ معلوم نہیں۔ سورۂ مریم سے سورہ الناس تک

کی تفسیر ہے عبداللہ پسپوری نامی کاتب نے ۱۰۶۹ھ میں لکھی۔

۳۶۔ تفسیر آیات الاحکام :

یہ تفسیر ابوالفتح حسینی نے فرمانروائے ایران شاہ طہماسپ کی فرمائش پر لکھی جیسا کہ تفسیر کے نام سے ظاہر ہے مفسر نے صرف حلال و حرام سے متعلق آیات کی تشریح کی ہے محمد بن حسین بن حسن نامی کاتب نے ۱۰۷۵ھ میں یہ تفسیر لکھی۔

۳۷۔ ایک شیعی ترجمہ :

یہ ترجمہ علی رضا نامی کاتب نے لکھا ہے مؤلف گیارھویں صدی کا کوئی شیعہ عالم تھا۔

۳۸۔ مخطوطہ دارالعلوم دیوبند ۱۰۸۵ھ

دو جلدوں میں قرآن کریم کا ترجمہ ہے۔ کاتب کا نام ملا یعقوب خان ملتانی ہے۔ نصف اول ۲۳۷ اوراق پر مشتمل ہے اور نصف آخر ۲۲۸ اوراق پر مشتمل ہے۔

۳۹۔ تفسیر مخطوطہ گڑھی افغانان :

قرآن کریم کا یہ نسخہ درمیانی دس پاروں (سورہ یونس یا سورہ عنکبوت) پر مشتمل ہے۔ غالباً باقی اجزا گردشِ زمانہ کی نذر ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ اورنگ زیب عالم گیر نے خود یہ نسخہ لکھا تھا، شروع میں دو مہریں ثبت ہیں۔ جن میں سے ایک میں "سید علی بادشاہ عالم گیر ۱۰۸۶ھ" اور دوسری مہر میں ۱۰۹۵ھ درج ہے۔ اگر یہ نسخہ اورنگ عالمگیر کا مکتوبہ نہ بھی ہو تو اتنا بہرحال واضح ہے کہ شاہی کتب خانے میں داخل رہا ہے۔ ممکن ہے اورنگ زیب عالمگیر کے استاد سید علی الحسینی جواہر رقم نے لکھا ہو، مخطوطے میں مترجم کا کہیں ذکر نہیں۔

۴۰ ـــــ تفسیر ابو المجد محبوب عالم :

سید ابوالمجد محبوب عالم (م ۱۹ رجمادی الآخر ۱۱۱۱ھ) احمد آباد گجرات کے نامور مشائخ میں سے تھے، اُنہوں نے دو تفسیریں لکھی ہیں۔ ایک جلالین کے انداز پر عربی زبان میں اور دُوسری اہل بیت کی روایت سے فارسی میں ہے۔

۴۱ ـــــ تفسیر شاہیہ :

یہ تفسیر سید مقبول عالم بن سید جلال الدین ابو محمد شاہ عالم الشاہی (م ۱۱۱۱ھ) کی تالیف ہے۔ اس میں اہل بیت کی روایات کے مطابق تفسیر لکھی گئی ہے۔ تفسیر تین جلدوں میں ہے مگر صرف پہلی دو جلدیں ملتی ہیں۔

۴۲ ـــــ زیبُ التّفاسیر :

اورنگ زیب عالمگیر کی صاحبزادی زیب النساء بیگم (م ۱۱۱۲ھ) نہایت علم پرور اور عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں، اُسے شعر و سخن سے بھی دل چسپی تھی۔ اس نے کئی کتابیں لکھیں مگر "زیب المنشآت" کے علاوہ کوئی دوسری تالیف نہیں ملتی اس کی جانب ایک فارسی دیوان بھی منسوب ہے مگر اہل تحقیق اُسے دُرست نہیں سمجھتے۔

زیب النساء کے نام تفسیر "زیب التفاسیر" بھی منسوب ہے۔ یہ تفسیر امام رازی کی "تفسیر کبیر" کا فارسی ترجمہ ہے جو مولانا صفی الدین اردبیلی کشمیری نے کیا تھا۔ اور زیب النساء کی معارف پروری کی بناء پر اُسی کے نام سے موسوم ہے، ناظم سوہاروی صاحب کے بیان کے مطابق مترجم شیخ معین بن ولی قرار دیتے ہیں۔

۴۳ ـــــ تفسیر امینی :

محمد امین الدین صدیقی نے اورنگ زیب عالمگیر کی فرمائش پر یہ تفسیر لکھی۔ جلالین کے طرز

یہ مختصر سی تفسیر ہے۔ مصنف کے پیش نظر دوسری تفسیروں کے علاوہ خاص طور پر تفسیر حسینی رہی ہے۔

۴۴۔ تفسیر مؤیدالرحمٰن :

یہ تفسیر مولوی محمد بن حسین جمال الدین محقق خونساری کے رشحاتِ قلم میں سے ہے۔ جو انھوں نے شہنشاہ ایران نادرشاہ کے فرمان سے لکھی۔ مختصرانداز کی تفسیر ہے۔ انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں بمبئی سے شائع ہوئی تھی۔ نمونہ ترجمہ سورہ فاتحہ:۔

"ہر ثنائے مرخدائے راکہ پروردگار عالمیان است بخشائندہ۔ مہربان صاحب روز جزا ترا می پرستیم وازتو یاری می جوئیم بنمائے مارا راہ راست راہ کسانے کہ انعام کردہ برایشاں نہ راہ خشم کردہ شد برایشاں و نہ راہ گمراہاں۔"

۷۸

۴۵۔ تفسیر سورۃ والضحیٰ (روح الارواح)

قاضی محمد علی قادری احمد آبادی نے ۱۱۳۰ھ میں یہ تفسیر لکھی جس کا قلمی نسخہ آصفیہ لائبریری میں فن تفسیر کے نمبر ۱۳ ۵ پر درج ہے۔ سن کتابت ۱۱۳۰ ہے۔ گمان ہے کہ خود مصنف کا مرقومہ نسخہ ہے۔

۴۶۔ تفسیر سورۃ اخلاص (روح الارواح)

تفسیر سورۃ اخلاص محمد حیات دہلوی نے ۱۱۳۱ھ میں لکھی۔ مخطوطہ انجمن ترقی اردو کراچی کے کتب خانے میں موجود ہے۔ مخطوطات انجمن ترقی اردو کے فہرست نگار نے کاتب ہی کو مؤلف قرار دیا ہے۔

۴۷۔ ترجمہ قرآن کریم۔ محمد امین

اس نسخے کی کتابت سے مولانا محمد امین سہ شنبہ ۳۰ محرم الحرام ۱۱۳۵ھ کو فارغ ہوئے۔ اس کے

فارسی ترجمے اور تعلیقات کا اندراج چہار شنبہ ۸ ار رجب ۱۱۳۶ھ کو پایۂ تکمیل کو پہنچا۔
مولانا کی تعلیقات بالعموم ناسخ و منسوخ، شانِ نزول، اوقاف اور رسم الخط سے متعلق ہیں، کہیں کہیں وعظ و تذکیر کا رنگ بھی جھلکتا ہے۔ مؤلف نے اپنی تعلیقات میں پچاس سے زائد مستند کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ جن میں سے بعض نایاب ہیں۔ اس اعتبار سے اس نسخے کی اہمیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔
سورۂ فاتحہ کا ترجمہ بطور نمونہ یہ ہے :۔

سپاس مطلق مر خدا یراست کہ پروردۂ عالمیان بخشندہ مہربان خداوند روز جزا ترا می پرستم و خالص از تو یاری میخواہم۔ راہنمائی مارا براہ راست (و) ہی کہ انعام کردہ بر ایشاں نہ براہ آں کسانیکہ خشم گرفتہ بر ایشاں و نہ راۂ گمراہاں [۱]

۴۸ — ترجمہ و تفسیر فتح الرحمٰن :

شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) تجدید و اصلاح کے سلسلۃ الذہب کی ایک اہم کڑی ہیں، انھوں نے عوام میں غلط عقیدوں کے قلع قمع کے لیے قرآنی روح کو اُجاگر کیا۔ اسی سلسلے میں قرآن کریم کو فارسی کا جامہ پہنایا۔ اگرچہ کچھ لوگوں نے ترجمہ کو بدعت فی الدین کہا مگر شاہ صاحب نے حکیمانہ قدم اٹھاتے ہوئے اس کی مطلق پرواہ نہ کی۔ ان کا فارسی ترجمہ ۱۱۵۰ھ میں مرتب ہو کر "فتح الرحمٰن" کے نام سے مشہور ہوا۔
یہی ترجمہ اردو کے تراجم کے لیے نقشِ اوّل ثابت ہوا۔ اسی کو پیش نظر رکھکر شاہ صاحب کے صاحبزادوں شاہ رفیع الدینؒ (م ۱۲۳۳ھ) اور شاہ عبدالقادرؒ (م ۱۲۳۰ھ) نے اردو ترجمے کئے۔ شاہ عبدالقادر اپنے ترجمے کے دیباچے میں لکھتے ہیں :۔

"اس بندۂ عاجز عبدالقادرؒ کے خیال میں کہ جس طرح ہمارے بابا صاحب بہت بڑے حضرت، شاہ ولی، عبدالرحیم کے بیٹے، سب حدیثیں جاننے والے ہندوستان کے رہنے والے نے فارسی زبان میں قرآن کے معنی آسان کرکے لکھے ہیں۔ اس طرح عاجز نے ہندی زبان میں قرآن کے معنی آسان کرکے لکھے"۔

شاہ صاحب کا ترجمہ مقبول و متداول رہا۔ زبان سلیس، شستہ اور معیاری ہے اور اسرائیلیات سے بالکل پاک ہے۔ آج کل بھی از راہ عقیدت کبھی کبھی چھپ جاتا ہے

نمونہ ترجمہ فاتحہ

بنام خدائے بخشائندہ مہربان

ستائش خدا راست پروردگار عالمہا، بخشائندہ مہربان، خداوند روز جزا ترا می پرستیم و از تو مدد می طلبیم، بنما مارا راہ راست، راہ آنانکہ اکرام کردہ بر ایشاں بجز آنانکہ خشم گرفتہ شد بر آنہا و بجز گمراہاں "

۴۹- تفسیر عزیزی (فتح العزیز)

" شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کے نامور فرزند شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تیرھویں صدی کے نصف اول میں " فتح العزیز" کے نام سے قرآن کریم کی ایک جامع اور دلچسپ تفسیر شروع کی جو سورۂ بقرہ کی ۱۸۴ آیات اور آخری دو پاروں پر مشتمل ہے

اہل علم اس بارے میں جستجو کرتے رہے ہیں کہ آیا شاہ صاحب نے صرف اتنی ہی تفسیر لکھی تھی یا مکمل قرآن کی تفسیر تھی مگر باقی ضائع ہو گئی ہو، کیونکہ ان کی کوئی دوسری تالیف ضائع نہیں ہوئی۔

(ب) جملہ تذکرہ نگاروں نے بھی یہی لکھا ہے کہ تفسیر فتح العزیز نامکمل رہی، شاہ صاحب کے شاگرد مولانا حیدر علی فیض آبادی (م ۱۲۹۹ھ) صاحب "منتہی الکلام" نے نواب سکندر بیگم والیٔ بھوپال کی خواہش پر ۱۲۸۷ھ میں اسے ستائیس جلدوں میں مکمل کیا۔ دوسرا نقطۂ نگاہ اپنے حق میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتا ہے۔

(أ) شاہ صاحب نے اپنے فتاوی میں جابجا اپنی تفسیر کے ان حصوں کے حوالے لکھے ہیں جو آج قلمی یا مطبوعہ صورت میں نہیں ملتے مثلاً سورہ آل عمران۔ سورۂ قصص

سورہ حدید، سورہ نساء اور سورہ صفت وغیرہ

(ب) شاہ رفیع الدین مراد آبادی (م ۱۲۱۸ھ) کی کتاب "افادات عزیزیہ" میں جو شاہ صاحب کے خطوط پر مشتمل ہے۔ اس انداز میں گفتگو کی گئی ہے جیسے یہ مکمل تفسیر ہے۔

شاہ صاحب کے شاگردوں نے ان کے درس قرآن کے نوٹس لکھے ہیں جو بعض لائبریریوں میں قلمی شکل میں مل جاتے ہیں یہ تفسیر عزیزی المعروف بہ وعظ عزیزی" ان کے شاگرد ابو نصر امام الدین کے لکھے ہوئے سورۂ مومنون سے سورہ یٰسین تک کے نوٹس ہیں۔

اگر تفسیر فتح العزیز کے مقدمہ پر غور کیا جائے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقدمہ بہرنوع کم از کم سورۂ بقرہ کی تفسیر مکمل ہونے پر لکھا گیا ہے لیکن اصل تفسیر کی صورت یہ ہے کہ یہ ۲۳ ویں رکوع کی دوسری آیت کی تفسیر کرتے کرتے اچانک خاموش ہو جاتی ہے حتیٰ کہ آخری جملہ تک نامکمل ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر شاہ صاحب نے اس آیت یا اس رکوع کی تفسیر مکمل کیوں نہ کی جب کہ اس مقدمے کی رو سے یہ ۱۲۰۸ھ میں لکھی گئی اور ان کا انتقال اکتیس برس بعد ۱۲۳۹ھ میں ہوا۔

مندرجہ بالا دلائل و شواہد کو دیکھ کر اہل علم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سورۂ فاتحہ اور آخری دو پاروں کی تفسیر املا کرائی اور پھر باقی حصہ مکمل کیا، مگر نظر ثانی کے ارادے کے پیش نظر شائع نہ کرایا۔ نظر ثانی کا موقع نہ مل سکا۔ اسی دوران میں وفات ہو گئی۔ شاہ اسحٰق (م ۱۲۶۲ھ) اور محمد یعقوب (م　　) کی ہجرت مکہ کے دوران میں یہ مسودہ ضائع ہو گیا مولانا عبدالحئی نے لکھا ہے کہ شاہ عبدالعزیز نے بیماری اور ضعیفی کے زمانہ میں فتح العزیز املا کرائی، مگر اس کا بیشتر حصہ غدر کے زمانے میں ضائع ہو گیا۔ صرف شروع اور آخر کی دو جلدیں رہ گئیں۔

۵۰۔ فارسی ترجمہ قرآن مخطوطہ گلبرگہ:

یہ قلمی ترجمہ قرآن پاک روضہ گلبرگہ کے کتب خانے میں موجود ہے۔ اس کے مترجم اور کاتب کا پتہ نہیں چل سکا۔ نمونہ ترجمہ سورۂ فاتحہ یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بنام خدائے مہربان بخشندہ سپاس و ستائش مر خدائے را، خداوند جہانیاں است، مہربان بخشائندہ، بادشاہ روز دین

ترا می پرستیم، به تو یاری می خواہیم، راه نمائی راه است، راہے آں کہ منت نہادی بر ایشاں غیر غضب کردہ بر ایشاں و نہ گمراہ،

۵۱ــ ترجمہ تفسیر طبرسی:

ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی الطبرسی (م ۵۱۶ھ) کی تفسیر کا ترجمہ آغا محمد نے تیرھویں صدی میں کیا۔ طبرسی کی تفسیر "مجمع البیان" شیعی نقطۂ نگاہ سے لکھی گئی ہے۔ کیوں کہ وہ خود شیعہ تھے۔ "مجمع البیان" کا ترجمہ فارسی میں کیا گیا ہے۔

۵۲ــ تفسیر نظم الجواہر:

یہ تفسیر مولوی ولی اللہ بن سعید احمد فرخ آبادی (م ۱۲۴۹ھ) کی تالیف ہے "نظم الجواہر" تاریخی نام ہے جس سے تفسیر کا سنِ آغاز ۱۲۳۶ھ ہے۔ اور "کمالِ نظر" مادہ اختتام ہے جس سے سن ۱۲۴۲ھ برآمد ہوتا ہے۔

ایوب قادری نے "عہدِ بنگش" میں اس تفسیر پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ کتاب صاحبِ تفسیر کی "تاریخ فرخ آباد" کا ترجمہ ہے جسے ایوب قادری صاحب نے ایڈٹ کیا ہے صاحبِ تفسیر نے خود لکھا ہے۔

"تفسیر نظم الجواہر و یہ فی است بدیدہ و دل سپردنی"

قادری صاحب نے اسی تفسیر کو علوم قرآنی کا انسائیکلوپیڈیا قرار دیا ہے۔

۵۳ــ تفسیر سورۃ یوسف و تفسیر سورۃ والضحیٰ وغیرہ

مولانا حافظ دراز خوشابی ثم پشاوری (م ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ء) اپنے دور کے علماء میں سرآمد روزگار تھے۔ حدیث و فقہ میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ عمر کا بیشتر حصہ تالیف و تصنیف میں گزرا۔ ان سے چند ایک سورتوں کی تفسیر یادگار ہے۔ سورۃ یوسف اور سورۃ والضحیٰ کی تفسیر نسبتاً زیادہ معروف ہے۔

۵۴۔ تفسیر بسم اللہ :

بحر العلوم مولانا عبد العلی (م ۱۲۳۵ھ) کے پوتے مولوی عبد الحکیم فرنگی محلی (م ۲۷ صفر ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء) کی تالیف ہے۔ ان کی کئی دوسری درسی کتابوں کی طرح یہ تفسیر بھی شائع نہیں ہوئی۔

۵۵۔ تفسیر سورہ یوسف :

یہ تفسیر مولانا قطب الدین اور مولانا غلام علی لکھنوی کی تالیف ہے۔ امام غزالی رح کی تالیفات سے استفادہ کیا گیا ہے یہ لکھنؤ میں ۱۲۸۹ھ میں طبع ہوئی۔

۵۶۔ تفسیر غریب :

مولوی نجف علی جھجروی (م ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) نواب محمد علی خان والیٔ ٹونک کے ہاں ملازم تھے۔ اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ تیز ذہن اور شاعرانہ طبیعت رکھتے تھے۔ ان کی اس تفسیر کے بارے میں تذکرہ نگاروں نے رائے زنی نہیں کی۔

۵۷۔ تفسیر تبجیل التنزیل :

مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور دہلوی (م ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) کی تفسیر تبجیل التنزیل مناظرانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ وہ تردید عیسائیت میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے سر سید احمد خان کے متجددانہ خیالات کے سخت ناقد تھے۔ ابو المنصور دہلوی کی اس تفسیر میں دونوں پہلو نمایاں ہیں۔

۵۸۔ بیسویں صدی کا ایک ترجمہ و تفسیر :

یہ ترجمہ کابل سے شائع ہوا۔ یہ ترجمہ و تفسیر شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور مولانا

شبیر احمد عثمانی کے اردو ترجمہ وحواشی کی فارسی ترجمانی ہے۔ فارسی مترجمین کا ذکر نہیں کیا گیا نمونہ ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"آغاز می کنیم بنام خدائے کہ بے اندازہ مہربان نہایت بارحم است حمد ستائش مر خدائے را۔ آں خدائے کہ پروردگار عالمیان است بے اندازہ مہربان۔ نہایت بارحم۔ خداوند روز جزا است خاص ترا می پرستیم وخاص از تو یاری می خواہیم بنما ما را راہ راست راہ کسانے کہ انعام کردہ برایشان نہ آنانکہ غضب کردہ شد برایشان وگرنہ گمراہان"

۵۹ — ترجمہ ابن عاقل:

پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہے جس پہ "ابن عاقل" نام موجود ہے مؤلف اور دور تالیف قابل تحقیق ہے۔

ماخذ

۱۔ انتخاب تاریخ التفسیر .. .. ناظم سیوہاروی
۲۔ اخبار الاخیار .. .. شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۳۔ البیان فی علوم القرآن .. .. عبدالحق حقانی
۴۔ تاریخ ادبیات ایران .. .. رضا زادہ شفق
۵۔ تذکرہ علمائے ہند .. .. مولوی رحمان علی محشی مولوی محمد ایوب قادری
۶۔ تذکرۃ المفسرین .. .. قاضی زاہد الحسینی
۷۔ جائزہ تراجم قرآنی .. .. .. مجلس معارف القرآن دیوبند
۸۔ رود کوثر .. .. شیخ اکرم۔ ایم۔ اے
۹۔ فہرست مخطوطات شیرانی

۱۰- فہرست مخطوطات انجمن ترقی اردو۔
۱۱- قاموس الکتب (انجمن ترقی اردو)
۱۲- کشف الظنون ... ... حاجی خلیفہ حلبی
۱۳- لباب المعارف العلمیہ ج ۱ ، ۲ ... ... مولوی عبدالرحیم
۱۴- مخدوم جہانیاں جہاں گشت ... ... محمد ایوب قادری
۱۵- نوادرات علمیہ (اٹک) ... ... نذر صابری
۱۶- موضح القرآن

رسائل و جرائد

۱- الرحیم (حیدر آباد) ج ۲ ش ۱- ج ۵ ش ۵
۲- الزبیر کتب خانہ نمبر
۳- الفرقان (لکھنؤ) ج ۳۴ ش ۴
۴- ترجمان الحدیث (نومبر ۷۰ء)
۵- دار العلوم (دیوبند) ج ۳- ش ۶
۶- فکر و نظر (اسلام آباد)
۷- معارف (اعظم گڑھ) ج ۷۹ ش ۵